روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
ہفتہ 29 نومبر 2014ء 6 صفر 1436 ہجری 29 نبوت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 270

تیرے پانی کے بغیر

ایک عالم مرگیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اِس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے اِن مَصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وُہ ہوویں رستگار

کِس طرح نپٹیں کوئی تدبیر کچھ بنتی نہیں
بے طرح پھیلی ہیں یہ آفات ہر سو ہر کنار

(درثمین)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود کے جذبۂ خدمت دین کا اندازہ اس بظاہر معمولی لیکن بہت پُر معارف بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ خدمت دین کرنے والوں کے بارہ میں آپ کا انداز کیسا دلربا تھا۔ حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں کہ

''کوئی دوست کوئی خدمت کرے۔ کوئی شعر بنالائے کوئی شعر تائیدِ حق پر لکھے آپ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بارہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔ اصل قبلۂ ہمت آپ کا، دین اور خدمتِ دین ہی ہے۔''
(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 50)

حضرت مسیح موعود کے ایک بزرگ رفیق حضرت پیر سراج الحق نعمانی کو حضور کے قرب میں رہنے کا خوب موقع ملا۔ جذبۂ خدمتِ دین کے حوالہ سے وہ اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ اکثر سوتے کم تھے اور بہت کم لیٹتے تھے اور رات اور دن کا زیادہ حصہ مخالفوں کے رد اور (دین) کی خوبیاں اور آنحضرت ﷺ کے ثبوت رسالت ونبوت اور قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل اور توحید باری تعالیٰ اور ہستی باری تعالیٰ کے بارہ میں لکھنے میں گزرتا تھا اور اِس سے جو وقت بچتا تو دعاؤں میں خرچ ہوتا۔ دعاؤں کی حالت میں نے آپ کی دیکھی ہے کہ ایسے اضطراب اور ایسی بے قراری سے دعا کرتے تھے کہ آپ کی حالت متغیر ہوجاتی۔ اور بعض وقت اسہال ہوجاتے اور دورانِ سر ہوجاتا۔''
(تذکرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 11)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بیان کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعود نے دین کی غیرت کے حوالہ سے اپنے جذبات کی کیفیت کچھ اس طرح بیان کی کہ

''میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔''
(سیرت مسیح موعود صفحہ 61)

پھر مزید فرماتے ہیں کہ

جن دنوں میں ایک موذی اور خبیث کتاب شائع ہوئی تھی جس میں بجز دل آزاری اور کوئی معقول بات نہیں تھی چھپ کر آئی۔ اس قدر صدمہ اس کو دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ فرمایا

''ہمارا آرام تلخ ہوگیا ہے''

(سیرت مسیح موعود صفحہ 61)

معرفت کی لذت

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو ولعب سے زیادہ نہیں۔ عارضی اور چند روزہ ہیں اور ان خوشیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا سے دور جا پڑتا ہے، مگر خدا کی معرفت میں جو لذت ہے وہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو نہ آنکھوں نے دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی اور حس نے اس کو محسوس کیا ہے۔ وہ ایک چیر کر نکل جانے والے چیز ہے۔ ہر آن ایک نئی راحت اس سے پیدا ہوتا ہے جو پہلے نہیں دیکھی ہوتی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 137)

(فیصلہ جات مجلس مشاورت 2014ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

مریم شادی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں جو آخری مالی تحریک فرمائی وہ مریم شادی فنڈ ہے۔

مورخہ 28 فروری 2003ء کے خطبہ جمعہ میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

''اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھ دیتا ہوں امید ہے کہ اب یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔''

(الفضل 6 مئی 2003ء)

احباب جماعت کو حضور کی اس تحریک میں خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ضرور حصہ لینا چاہئے اور اپنی شادیوں کے مواقع پر اس تحریک میں بھی ادائیگی کرنی چاہئے تاکہ مستحق، بے سہارا اور یتیم بچیاں بھی عزت کے ساتھ رخصت ہوسکیں نیز ایسے افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی عطا فرمائی ہے وہ شکرانے کے طور پر اپنی استطاعت کے مطابق ضرور اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر اعلیٰ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

خطبہ جمعہ 24 اکتوبر 2014ء

س: خطبہ جمعہ کا موضوع بیان کریں؟

ج: فرمایا! اس وقت میں نے یہاں بیان کرنے کے لئے بعض باتیں اور واقعات لئے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اپنے ہیں یا آپ نے دوسروں کے واقعات اپنے انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ اس میں نصائح بھی ہیں اور بعض باتوں کی وضاحتیں بھی۔ خطبے میں اس لئے میں یہ واقعات بیان کرتا ہوں کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے دنیا میں خطبہ جمعہ جماعت احمدیہ میں سب سے زیادہ سنا جاتا ہے چونکہ بعض مسائل حل کرنے میں یہ باتیں کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی تک یہ پہنچنا ضروری ہیں اور خطبہ ہی اس کا بہترین ذریعہ ہے۔

س: خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود کی بے پناہ دینی غیرت وحمیت کا کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! حضرت مصلح موعود بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک کتا ہمارے دروازے پر آیا اور میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں صرف حضرت مسیح موعود تھے۔ میں نے اس کتے کو اشارہ کیا اور کہا کہ ٹیپو ٹیپو۔ حضرت صاحب بڑے غصے سے باہر آئے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم ان کی نقل کر کے کتے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ لکھتے ہیں کہ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبت قائم ہوگئی اور میں نے سمجھا کہ سلطان ٹیپو کی قربانی رائیگاں نہیں گئی۔ اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا امتیاز برداشت کرنا حلم کی تعریف میں داخل نہیں وہاں حضرت صاحب کی بے پناہ دینی اور قومی حمیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو حضرت صاحب پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔ قومی حمیت سے لبریز وہ دل جو سلطان فتح علی ٹیپو کی محض اس لئے انتہائی عزت کرتا تھا کہ انگریز کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کی بجائے اس نے اپنی زندگی مردانہ وار نثار کر دی۔ کیسے ممکن ہے کہ ایسے غیور انسان کے متعلق کسی غیر قوم کے ایجنٹ ہونے کا واہمہ تک بھی دل میں لایا جائے۔

س: حضرت مصلح موعود نے اپنی آنکھوں کی بیماری سے شفاء کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

ج: حضرت مصلح موعود بیان فرماتے ہیں کہ بچپن میں میری آنکھ میں سخت ککرے پڑ گئے تھے۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی بینائی ضائع ہو جائے گی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے میری صحت کیلئے خاص طور پر دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں کہ آپ نے کتنے روزے رکھے۔ بہرحال تین یا سات روزے آپ نے رکھے۔ جب آخری روزے کی افطاری کرنے لگے اور روزہ کھولنے کے لئے منہ میں کوئی چیز ڈالی تو یکدم اس وقت حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ میں نے آنکھیں کھول دیں اور میں نے آواز دی کہ مجھے نظر آنے لگ گیا ہے۔

س: حضرت مصلح موعود نے اپنی ابتدائی تعلیم کے حوالہ سے کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ہے۔ آپ چونکہ طبیب بھی تھے اور اس بات کو جانتے تھے کہ میری صحت اس قابل نہیں کہ میں کتاب کی طرف زیادہ دیر تک دیکھ سکوں۔ اس لئے آپ کا طریق تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھا لیتے اور فرماتے۔ میاں میں پڑھتا جاتا ہوں تم سنتے جاؤ۔ حضرت مسیح موعود نے میرے استادوں سے کہہ دیا تھا کہ پڑھائی اس کی مرضی پر ہوگی۔ جتنا پڑھنا چاہے پڑھے اگر نہ پڑھے تو اس پر زور نہ دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود بارہا مجھے صرف یہی فرماتے تھے کہ تم قرآن کا ترجمہ اور بخاری حضرت خلیفہ اول سے پڑھ لو اس کے علاوہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ طب بھی پڑھ لو کیونکہ یہ ہمارا خاندانی فن ہے۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ایک دن حضرت مسیح موعود کے پاس میرے متعلق شکایت کی کہ حضور یہ کچھ نہیں پڑھتا۔ کبھی مدرسے میں آ جاتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ مجھے یاد ہے جب ماسٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود کے پاس یہ شکایت کی تو میں ڈر کے مارے چھپ گیا کہ معلوم نہیں حضرت مسیح موعود کس قدر ناراض ہوں لیکن حضرت مسیح موعود نے جب یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا ماسٹر فقیر اللہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی جو آپ بچے کا خیال رکھتے ہیں۔ مجھے آپ کی بات سن کر خوشی ہوئی کہ یہ کبھی کبھی مدرسے چلا جاتا ہے ورنہ میرے نزدیک تو اس کی صحت اس قابل نہیں کہ پڑھائی کر سکے۔ پھر ہنس کر فرمانے لگے اس سے ہم نے آٹے دال کی دوکان تھوڑی کھلوانی ہے کہ اسے حساب سکھایا جائے۔ حساب اسے آئے نہ آئے کوئی بات نہیں۔ اگر یہ مدرسے میں چلا جائے تو اچھی بات ہے ورنہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ (حساب کی بھی بات بتا دوں کہ حضرت مصلح موعود کا بعد میں حساب ایسا تھا کہ تقریر کے دوران ہی لاکھوں کی ضربیں تقسیمیں کر کے حساب سامنے رکھ دیا کرتے تھے) یہ سن کر ماسٹر صاحب واپس آ گئے۔ میں نے نرمی سے اور بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور پھر مدرسے میں جانا ہی چھوڑ دیا۔ کبھی مہینے میں ایک آدھ دفعہ چلا جاتا تو اور بات تھی۔ غرض اس رنگ میں میری تعلیم ہوئی۔ ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میری تعلیمی قابلیت کا کیا حال ہوگا۔

س: حضرت مسیح موعود نے قرآن کی کیا غرض وغایت بیان فرمائی ہے؟

ج: حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک بات خوب یاد ہے۔ میں نے کئی دفعہ اپنے کانوں سے آپ کے منہ سے یہ بات سنی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر دنیا میں سارے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہوتے تو اتنے بڑے قرآن شریف کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف بسم اللہ کی 'ب' کافی تھی۔ قرآن کریم کا اتنا پر معارف کلام جو نازل ہوا ہے یہ ابوجہل کی وجہ سے ہے۔ اگر ابوجہل جیسے انسان نہ ہوتے تو اتنے مفصل قرآن شریف کی ضرورت نہ تھی۔ غرض قرآن کریم تو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس پر جتنے اعتراضات ہوں گے اتنی ہی اس کلام کی خوبیاں ظاہر ہوں گی۔

س: مخالفت نبی کی ترقی کا ذریعہ بنتی ہے اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود کا فرمان درج کریں؟

ج: حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود سے کئی دفعہ ہم نے ایک واقعہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دشمن جب ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں امید ہوتی ہے کہ ان میں سے سعید روحیں ہماری طرف آ جائیں گی لیکن جب نہ تو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں اور نہ ہی مخالفت کرتے ہیں اور بالکل خاموش ہو جاتے ہیں تو یہ بات ہمارے لئے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ نبی کی مثال اس بڑھیا کی سی ہوتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کچھ پاگل سی تھی اور شہر کے بچے اسے چھیڑا کرتے تھے اور وہ انہیں گالیاں اور بددعائیں دیا کرتی تھی۔ آخر بچوں کے ماں باپ نے تجویز کی کہ بچوں کو روکا جائے کہ وہ بڑھیا کو دق نہ کیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے بچوں کو سمجھایا مگر بچے تو بچے تھے وہ کب باز آنے والے تھے۔ یہ تجویز بھی کارگر ثابت نہ ہوئی۔ آخر بچوں کے والدین نے فیصلہ کیا کہ بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور دروازوں کو بند رکھا جائے۔ چنانچہ اس پر انہوں نے عمل کیا اور دو تین دن تک بچوں کو باہر نہ نکلنے دیا۔ اس بڑھیا نے جب دیکھا کہ اب بچے اسے تنگ نہیں کرتے تو وہ گھر گھر جاتی اور کہتی کہ تمہارا بچہ کہاں گیا ہے؟ کیا اسے سانپ نے ڈس لیا ہے کیا وہ ہیضے سے مرگیا ہے کیا اس پر چھت گر پڑی ہے کیا اس پر بجلی گر گئی ہے۔ غرض وہ ہر دروازے پر جاتی اور قسم قسم کی باتیں کرتی۔ آخر لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا کو تو پہلے سے بھی زیادہ گالیاں اور بددعائیں دینا شروع کر دی ہیں اس لئے بچوں کو بند رکھنے کا کیا فائدہ۔ انہوں نے بچوں کو چھوڑ دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہی حالت نبی کی ہوتی ہے جب مخالفت تیز ہوتی ہے تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے اور جب مخالف چپ کر جاتے ہیں تب بھی اسے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو لوگوں کی توجہ الٰہی سلسلے کی طرف نہیں ہو سکتی۔ نبی کی طرف سے گالیاں تو نہیں آتیں نبی کی طرف سے تو ہر صورت میں دعائیں ملتی ہیں لیکن مخالفت جب تیز ہوتی ہے تو مخالفین کے لئے بھی دعائیں ہوتی ہیں تا کہ ان میں سے سعید روحیں پھر حق کو قبول بھی کر لیں۔

س: حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک شاعر کے قبولیت احمدیت کا کون سا واقعہ بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ وہ شاعر بھی تھے اور بڑے مشہور ادیب بھی تھے۔ نواب صاحب رام پور نے انہیں اردو محاورات کی لغت لکھنے پر مقرر کیا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے پوچھا کہ رام پور میں تو ہماری بڑی مخالفت ہے اور آپ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو بیعت کرنے کی توجہ کیسے ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ مجھے کسی نے درثمین دی تھی۔ میں چونکہ خود شاعر ہوں۔ میں نے آپ کا کلام پڑھا جس کی وجہ سے میں بہت متاثر ہوا کیونکہ اس میں محبت رسول بھری پڑی تھی۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب وہاں آئے اور انہوں نے ایک تقریر کی۔ اس تقریر میں انہوں نے بتایا کہ مرزا صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ میں نے ان کی تقریر سن کر سمجھا کہ مرزا صاحب ضرور سچے ہیں۔ میں آپ کی بیعت کے لئے تیار ہوگیا۔

س: حضرت باوا نانک صاحب کی بابت حضرت مصلح موعود کا ارشاد درج کریں؟

ج: فرمایا! اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی دریا کی طرح ہوتے ہیں اور دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے تو اس میں کیا کمی آ سکتی ہے مگر بندہ ہی ایسا بدقسمت ہے کہ وہ خود خدا کے انعامات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور ان کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھ کر اس کا انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت باوا نانک کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے ہماری دوکانداری خراب کر دی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکما پیدا ہوا ہے۔ اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آ جائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اس کے نام پر جان دینے کو تیار بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ ان کے نام پر مر مٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔

س: حضرت مسیح موعود کی مخالفت اور خدائی تائید کے

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

سیدنا حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

وقف زندگی کی حقیقت اور واقفین زندگی کو زریں نصائح

صباحت احمد چیمہ صاحب

(قسط اول)

خدا تعالیٰ کی شناخت اور اطاعت

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''اصطلاحی معنی (۔) کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ (۔) (سورۃ البقرۃ آیت: 113) یعنی ....وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اس کی راہ میں لگا دیوے مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

''اعتقادی'' طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور ''عملی'' طور پر اس طرح سے کہ خالصاً للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر ایک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق وشوق وحضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 58)

وقف زندگی کی اقسام

''خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت (۔) ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے اور اس کی تقدیس اور تسبیح اور عبادت اور تمام عبودیت کے آداب اور احکام اور اوامر اور حدود اور آسمانی قضا وقدر کے امور بدل و جان قبول کئے جائیں اور نہایت نیستی اور تذلل سے ان سب حکموں اور حدوں اور قانونوں اور تقدیروں کو بارادت تامہ سر پر اٹھا لیا جاوے اور نیز وہ تمام پاک صداقتیں اور پاک معارف جو اس کی وسیع قدرتوں کی معرفت کا ذریعہ اور اس کی ملکوت اور سلطنت کے علو مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے ایک واسطہ اور اس کے آلاء اور نعماء کے پہچاننے کے لئے ایک قوی رہبر ہیں بخوبی معلوم کر لی جائیں۔

دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غمخواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 ص 60)

وقف زندگی اور نجات

''اب جاننا چاہئے کہ اللہ جلشانہ نے نجات کے بارہ میں قرآن کریم میں یہ فرمایا ہے (۔) (سورۃ البقرہ آیت :112-113) اور کہا انہوں نے کہ ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوگا یعنی نجات نہیں پائے گا مگر وہی شخص جو یہودی ہوگا یا نصرانی ہوگا۔ یہ ان کی بے حقیقت آرزوئیں ہیں کہو لاؤ برہان اپنی اگر تم سچے ہو۔ یعنی دکھلاؤ کہ تمہیں کیا نجات حاصل ہوگئی ہے بلکہ نجات اس کو ملتی ہے جس نے اپنا سارا وجود اللہ کی راہ میں سونپ دیا۔ یعنی اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور اس کی راہ میں لگا دیا اور وہ بعد وقف کرنے اپنی زندگی کے نیک کاموں میں مشغول ہوگیا اور ہر ایک قسم کے اعمال حسنہ بجا لانے لگا۔ پس وہی شخص ہے جس کو اس کا اجر اس کے رب کے پاس سے ملے گا اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے یعنی وہ پورے اور کامل طور پر نجات پائیں گے۔

اس مقام میں اللہ جلشانہ نے عیسائیوں اور یہودیوں کی نسبت فرما دیا کہ جو وہ اپنی اپنی نجات یابی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں اور ان آرزوؤں کی حقیقت جو زندگی کی روح ہے ان میں ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ اصلی اور حقیقی نجات وہ ہے جو اسی دنیا میں اس کی حقیقت نجات یابندہ کو محسوس ہو جائے اور وہ اس طرح پر ہے کہ نجات یابندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق عطا ہو جائے کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دے۔ اس طرح پر کہ اس کا مرنا اور جینا اور اس کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کے لئے ہو جائیں اور اپنے نفس سے وہ بالکل کھویا جائے اور اس کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی ہو جائے۔ اور پھر نہ صرف دل کے عزم تک یہ بات محدود رہے بلکہ اس کی تمام جوارح اور اس کے تمام قویٰ اور اس کی عقل اور اس کا فکر اور اس کی تمام طاقتیں اسی راہ میں لگ جائیں تب اس کو کہا جائے گا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمت گاری کا اور فرمانبرداری کا حق بجا لایا۔ جہاں تک اس کی بشریت سے ہو سکتا تھا سو ایسا شخص نجات یاب ہے۔''

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 143-144)

خدا تعالیٰ کا چشمۂ جاری

''اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں، بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی (۔) ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لئے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہئے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اتار کر آستانہ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے گا۔''

(ملفوظات جلد دوم ص 138-139)

خدمت دین کی نیت

''ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔''

پھر فرمایا:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی طرح مر جائیں۔''

(ملفوظات جلد اول ص 215-216)

وقف کی اہمیت

''حق یہ ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان کو وقف کر دیا وہ شہید ہو چکا۔ پس اس صورت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل الشہداء ہیں۔''

(براہین احمدیہ جلد پنجم روحانی خزائن جلد 21 ص 390)

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟

''اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ رأفت اور محبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے واللّٰہ رء وف بالعباد (البقرہ: 208) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا۔ اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ دنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق (۔) کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا (۔) یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔

(ملفوظات جلد اول ص 364)

عمر بڑھانے کا نسخہ

''اگر انسان چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کر دے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ

تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہوجاوے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمة (۔) میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ یونہی چلی جاتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص563)

وجود کی پاک قربانیاں

''(۔) نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم سچی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے وجود کی پاک قربانی پیش کریں جو اخلاص کے پانیوں سے دھوئی ہوئی اور صدق اور صبر کی آگ سے صاف کی ہوئی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے (۔) یعنی جو شخص اپنے وجود کو خدا کے آگے رکھ دے اور اپنی زندگی اس کی راہوں میں وقف کرے اور نیکی کرنے میں سرگرم ہو سو وہ سرچشمۂ قرب الٰہی سے اپنا اجر پائے گا۔ اور ان لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ یعنی جو شخص اپنے تمام قویٰ کو خدا کی راہ میں لگاوے اور خالص خدا کے لئے اس کا قول اور فعل اور حرکت اور سکون اور تمام زندگی ہو جائے اور حقیقی نیکی بجالانے میں سرگرم رہے۔ سو اس کو خدا اپنے پاس سے اجر دے گا اور خوف اور حزن سے نجات بخشے گا۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب روحانی خزائن جلد12 ص344)

واقفین زندگی کی ضرورت

''مدرسہ کی حالت دیکھ کر دل پارہ پارہ اور زخمی ہوگیا۔ علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہوگئے۔ اب قائمقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں ان کو بھی فوت سمجھئے۔ دوسرا جیسا کہ خداتعالیٰ چاہتا ہے کہ تقویٰ ہو۔ اس کی تخم ریزی نہیں۔ یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔

ہزار ہا روپیہ قوم کا جو جمع ہوتا ہے وہ ان لوگوں کے لئے خرچ ہوتا ہے جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو کہ علماء پیدا ہوں۔ علم دین میں برکت ہے۔ اس سے تقویٰ حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوی علم میں برکات ہیں۔

لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں لنگر خانہ کے لئے یا مدرسہ کے لئے۔ اس میں سے اگر بیجا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنیوالوں کی قسم کھائی ہے۔ **فالمدبرات امرا** (النزعت :6) میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک زباندانی ضروری ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا مدعا یہ ہے کہ اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب سوچا ہے میرے دل کو صدمہ پہنچا ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خداتعالیٰ کی وحی **قرب اجلک المقدر** سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کے لئے لوگ تیار ہو جاویں۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص584)

خدمت دین کو اختیار کریں

''یہ مدرسہ (مدرسہ احمدیہ) اشاعت (۔) کا ایک ذریعہ بنے اور اس سے ایسے عالم اور زندگی وقف کرنے والے لڑکے نکلیں جو دنیا کی نوکریوں اور مقاصد کو چھوڑ کر خدمت دین کو اختیار کریں......

مدرسہ کے متعلق ابھی تک میری روح فیصلہ نہیں کر سکی کیا راہ اختیار کیا جاوے۔ ایک طرف ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو عربی اور دینیات میں توغل رکھتے ہوں اور دوسری طرف ایسے لوگوں کو بھی ضرورت ہے جو آجکل کے طرز مناظرات میں پکے ہوں۔ علوم جدیدہ سے بھی واقف ہوں۔ کسی مجلس میں سوال پیش آجاوے تو جواب دے سکیں اور کبھی ضرورت کے وقت عیسائیوں سے یا کسی اور مذہب والوں سے انہیں (۔) کی طرف سے مناظرہ کرنا پڑے تو ہتک کا باعث نہ ہوں بلکہ وہ (۔) کی خوبیوں اور کمالات کو پرزور اور پرشوکت الفاظ میں ظاہر کرسکیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص618)

وقف کے بعد کی لذت

''انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کردی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں (۔) کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح ...... کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے۔ بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش............ کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ **فله اجره عندربه** (۔) (البقرہ :113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب و افکار سے خواستگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے ناواقف محض ہیں؛ ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔

(ملفوظات جلد اول ص369۔370)

للّٰہی وقف

''**مما رزقنٰهم** روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں۔ خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے۔ جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے۔ طبیب ہے وہ بھی داخل ہے۔

مگر بموجب منشاء **هدی للمتقین** ابھی تک اس مقام تک نہیں پہنچا جہاں قرآن شریف اسے لے جانا چاہتا ہے اور وہ وہ مقام ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی خداتعالیٰ کے لئے وقف کردے اور یہ للّٰہی وقف کہلاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم ص612)

اللہ کی راہ میں............

''اصل بات یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے جیسے ابتدا سے انسان کی فطرت میں ایک ملکہ گناہ کرنے کا رکھا۔ ایسا ہی گناہ کا علاج بھی اسی طرز سے اس کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے (۔) (سورۃ البقرہ آیت:113) یعنی جو شخص اپنے تمام وجود کو خداتعالیٰ کی راہ میں سونپ دیوے اور پھر اپنے تئیں نیک کاموں میں لگا دیوے تو اس کو ان کا اجر اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اور ایسے لوگ بے خوف اور بے غم ہیں۔ اب دیکھئے کہ یہ قاعدہ کہ توبہ کر کے خداتعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اپنی زندگی کو اس کی راہ میں وقف کر دینا یہ گناہ کے بخشے جانے کے لئے ایک ایسا صراط مستقیم ہے کہ کسی خاص زمانہ تک محدود نہیں۔ جب سے انسان اس مسافر خانہ میں آیا تب سے اس قانون کو اپنے ساتھ لایا۔ جیسے اس کی فطرت میں ایک شق یہ موجود ہے کہ گناہ کی طرف رغبت کرنا ہے ایسا ہی یہ دوسری شق بھی موجود ہے کہ گناہ سے نادم ہو کر اپنے اللہ کی راہ میں مرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ زہر بھی اسی میں ہے اور تریاق بھی اسی میں ہے۔''

(جنگ مقدس۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 200-199)

اپنا ذاتی تجربہ اور وصیت

''میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا تب بھی میں (۔) کی خدمت سے نہیں رک سکتا اس میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے۔ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے **اسلمت** (البقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔''

(ملفوظات جلد اول ص370)

اس زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت

''ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج (۔) کی زندگی ہے۔ (۔) ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے۔ اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے۔ خدا نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ ہم معصیت سمجھتے ہیں کہ اس کام کو چھوڑ دیں۔ دو بیمار ہوتے ہیں۔ ایک ان میں سے اگر مر جاوے تو کچھ حرج نہیں ہوتا لیکن ایک ایسا ہوتا ہے کہ اگر وہ مر جاوے تو دنیا تاریک ہو جاتی ہے۔ بس یہی حالت (۔) کی ہو رہی ہے۔ آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بن پڑے (۔) کی خدمت کی جاوے۔ جس قدر روپیہ ہو وہ (۔) کے احیاء میں خرچ کیا جاوے۔''

(ملفوظات جلد اول ص530)

☆............☆............☆

مکرم فرید احمد صاحب

پاکستان کے آبی وسائل

Water Harvesting in Pakistan

مادر وطن پاکستان میں بڑے عرصہ سے نئے ڈیموں کی تعمیر کے بارے میں منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ اب ان کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر بعض احکام پرعمل ہوتا بھی نظر آنا شروع ہوگیا ہے۔ کیا ہمارے حکام اور منصوبہ ساز افراد کی نظر اتنی گہری ہے کہ وہ یہ دیکھ سکیں کہ پانی کا حصول موسم سے بالاتر ہو۔ اگر کسی سال بارشیں نہیں ہوتیں تب بھی پانی کی کمی کسی بھی صورت محسوس نہ ہو۔ اور اگر بہت زیادہ بارشیں ہو جائیں تو سیلاب کی صورت اختیار نہ کریں۔ اگر ایسا ہو تو ہماری سمت ٹھیک ہے اور ترقی کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ کبھی بجلی کے متعلق شکایت نہیں ہوگی۔ پہلے سنتے اور دیکھتے آئے ہیں کہ سوائے برفباری کے چشمے اور آبشاریں اور ندی نالے سارا سال چلتے اور بہتے نظر آتے تھے۔ مگر بعض مقامات پر اب ایسا کیوں نہیں۔ اس کا سب سے آسان جواب یہ ہے کہ ہمارے پہاڑ اور ڈھلوانیں پودوں درختوں اور جھاڑیوں کے بے دریغ کٹ جانے سے ننگے ہوگئے ہیں۔ اور اب بارش ہو تو پانی کو ڈھلوانوں پر ٹھہرنے کا موقع نہیں ملتا۔ بلکہ بڑی تیزی سے بہتا ہوا ڈھلوانوں اور پہاڑوں سے لڑھکتا ہوا یہ پانی اپنے ساتھ مٹی چھوٹے کنکر اور پتھر بہا لے جاتا ہے۔ گہری کھائیاں ڈالتا ندی نالوں کے پانیوں کو گدلا کرتا ہوا دریاؤں میں جا گرتا ہے۔ اور دریاؤں کے پانی کی رفتار میں خاطر خواہ کمی نہ آنے کی وجہ سے ساتھ بہہ کر آنے والی مٹی کو سکون نہیں ملتا اور دریا کی رفتار کے ساتھ ساتھ بہتی ہوئی یہ مٹی یا تو میدانوں میں بکھر جاتی ہے یا راستہ میں کوئی ڈیم آئے تو اس کی تہہ میں بیٹھ کو رفتہ رفتہ اس کی زندگی کو کم کر دیتی ہے۔

ڈھلوانوں اور پہاڑوں کے چہروں کو دیکھو کہ بارش تھمتے ہی خشک ہو جاتے ہیں اور ذرا تراوٹ باقی نہیں رہتی۔ کجا یہ کہ بارش کے پانی کو روک کے رکھ لیں اور سرسبز درختوں جھاڑیوں اور خوبصورت پھولوں، پھلوں سے سجے پودوں سے اپنے چہروں کو سجالیں۔ جب بارش یا برفباری ہوتی ہے۔ تو سب سے پہلے پانی درختوں کے پتوں کو ٹکراتا ہے اور زمین کے ساتھ ٹکرانے سے پہلے اس کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔ درختوں کے پتوں سے ٹکرا کر زمین پر گرنے سے مٹی اپنی اصل جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں ہوتی۔ زمین درختوں اور جھاڑیوں کے گرے ہوئے خشک پتوں سے ڈھکی ہوتی ہے۔ ان پتوں کے ساتھ ساتھ پتلی سوکھی ہوئی خشک ٹہنیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ گرتے رہنے سے زمین کے اوپر ان کی تہہ بعض اوقات ایک فٹ سے زیادہ موٹی ہو جاتی ہے۔ اور اس تہہ کو (Humus) ہمس یا ہیومس بھی کہتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ہیومس کی یہ تہہ گل سڑ جاتی ہے۔ اور درختوں پودوں کے لئے بہترین کھاد کا کام دیتی ہے۔ بارش کے پانی کو خواہ مخواہ روک لیتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ نیچے کی طرف بہنے دیتی ہے۔ اگر بارش زیادہ ہو تو پانی کے بہاؤ کی رفتار تھوڑی سی تیز ہو جاتی ہے۔ ورنہ سست روی سے بارش کا یہ پانی ڈھلوانوں سے میدانوں کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے اور زمین میں جذب ہوجانے کے بہت مواقع ملتے ہیں۔ اس طرح پانی اکثر اوقات سارے کا سارا زمین میں جذب ہو جاتا ہے۔ اور پھر زیر زمین نیچے کی طرف چلتا جاتا ہے۔ جس سے چشمے آبشاریں اور ندی نالے سارا سال زندہ رہتے ہیں۔ جنگلی حیات کو سارا سال پانی مہیا ہوتا ہے۔ اور اس فراوانی میں کوئی کمی نہیں آتی۔

ڈیموں کی بھرائی اور تدابیر

اب مسئلہ یہ ہے کہ ڈیم تو ہم بنالیں گے۔ مگر ان کو بھرنے کے سامان صرف قدرت پر چھوڑ دیں گے یا اس کے لئے کچھ تدابیر اختیار کریں گے۔ Water Harvesting یا پانی کے حصول کے لئے کیا اقدامات کر لیے ہیں اور کن پر غور ہو رہا ہے۔ صرف مسئلہ بیان کر دینا بوجھ بننے کے مترادف ہے۔ اگر اس کا حل بھی پیش کر دیا جائے۔ تو ترقی کی طرف ایک قدم کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

بنجر اور ننگے پہاڑی سلسلے ہمارے ملک میں ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ پوٹھوہار کو دیکھ لیں اگر آپ کی نظر تصور کام کرتی ہے تو 35، 40 سال پہلے وقت پر نظر ڈالیں اور انہی سلسلوں کو دیکھیں آپ کو بہترین چمکیلے کہو اور پُھلاہی کے گہرے سبز درختوں کے سلسلے تا حد نظر ملیں گے اور تیتروں کے غول اڑتے وقت زمین پر بادلوں کی طرح سائے کرتے نظر آئیں گے اس وقت پانیوں کے تالاب قدرتی طور پر بھرے ہوئے ہوتے تھے۔ اڑیال، لومڑ اور گیدڑ غولوں کی صورت میں چلتے نظر آتے تھے۔ آپ کی مشکل سے اگائی گئی فصلوں میں آ کر ہرنوں کا چرنا ان کا بہترین مشغلہ ہوتا تھا۔ اور آپ کو رات جاگ کر پہرہ دے کر فصل کو بچانا ہوتا تھا۔ یہی صورت حال شمالی علاقوں میں خوبصورت وادیوں اور اس کے گرد پہاڑوں اور چولستان کے ریگزاروں کی ہوتی تھی۔ مگر اب ایسا نہیں ہے۔ سرسبز وادیاں ویران ہوگئی ہیں۔ کم بلند پہاڑی سلسلے اور ڈھلوانیں درختوں سے پاک کر دی گئی ہیں۔ ایسا کیوں ہوا۔ کب ہوا، اور کس نے کیا۔ ان سوالات کو اٹھانے کا موقع نہیں فیصلہ یہ کرنا ہے کہ ان وادیوں ان پہاڑی سلسلوں، میدانوں اور ریگزاروں کی رونقیں کیسے بحال ہوں گی۔ ہجرت کر کے آنے والے قدرت کے خوبصورت ترین پرندوں کو کیسے مہمان بنایا جائے۔ اور میزبانی کا اصل حق ہم کیسے ادا کریں تاکہ وہ یہاں کے باسی ہونے پر بے خطر فخر محسوس کریں۔

سب سے پہلے اس طرح کے ایسے پہاڑی سلسلے چنے جائیں۔ جو حکومت کی براہ راست ملکیت ہیں۔ اور جہاں کسی بھی لحاظ سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ان حکومتی ملکیت والے علاقوں کی نچلی ڈھلانیں اولین ترجیح ہوں۔ ہر ضلع یا ڈویژن کے اعتبار سے ان علاقوں میں منصوبے شروع کیے جا سکتے ہیں۔ مربع میل یا مربع کلومیٹر کے حساب سے اکائی بنالی جائے یا ایکڑوں کے اعتبار سے تخمینہ لگایا جاسکتا ہے۔ ان علاقوں کو دوبارہ آباد کرنے میں کم از کم دس سال کا عرصہ اس لحاظ سے لگے گا جب کسی جگہ پر کام کا آغاز ہو جائے تو تھوڑی بہت ہریالی نظر آنے میں دس سال لگ سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے حکومت کو یہ سوچنا ہے کہ کن علاقوں میں اور کس سطح پر کام کا آغاز کرنا ہے۔ کوشش ہو کہ ندی نالوں، میدانوں اور دریاؤں اور وادیوں سے ملحقہ کم بلند پہاڑی ڈھلوانوں پر کام کا آغاز ہو تاکہ آسانی سے اور تھوڑے وقت میں کم لاگت سے زیادہ ڈھلوانوں (Slopes) کو آباد کیا جا سکے۔ ان پہاڑوں اور ڈھلوانوں پر لگائے گے درختوں اور پودوں کی حفاظت کے لئے نہایت سخت اقدامات کرنے ناگزیر ہیں۔ ورنہ ایک پودے کو نقصان پہنچنے سے کم از کم وہ پودا ایک سال سے لے کر پانچ سال پیچھے رہ جائے گا مطلب یہ کہ اگر کسی پودے کو کوئی مویشی کھا جائے یا اس کے چرنے یا چلنے کی وجہ سے وہ پودا ٹوٹ جائے تو اس پودے کو دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آنے تک ایک سے پانچ سال تک لگ سکتے ہیں۔ اور آپ کی محنت اکارت جاسکتی ہے۔ اس لئے ایسے علاقوں میں جہاں یہ کام ہو رہے ہوں انسانوں اور مویشیوں کا داخلہ قطعی ممنوع اور خلاف ورزی پر اگر سخت کارروائی ضروری ہو جائے تو کامیابی کا تناسب بڑھ سکتا ہے اور قومی دولت کو ضائع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔

دوسرا اہم قدم جواب ناگزیر ہوگیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے بے آباد، بنجر پہاڑی سلسلے ڈھلوانیں اور میدان گزارہ فارسٹ اور شاملات وغیرہ کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور یہ براہ راست ضلعی انتظام کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان رقبہ جات کے متعلق ضلعی سطح پر مشورہ کے بعد ایسی حکمت عملی اختیار کی جائے کہ دیہہ کی سطح پر ایسے رقبوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہ تقسیم ضلعی نمائندگان کی صوابدید پر بے شک ہو جائے کوئی حرج نہیں ہے۔ ان دو حصوں میں سے ایک حصہ کو محفوظ حصہ بنا دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ اس حصہ میں ہر قسم کے مویشیوں اور عوام الناس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ ڈھلوانیں اور میدان فوری طور پر گھاس اُگ آنے سے ڈھک جائیں گے اور مٹی کا بارش سے بہاؤ کافی حد تک رُک جائے گا۔ پھر آہستہ آہستہ درخت نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ کیونکہ بعض درختوں کے بیج سالہا سال تک زندہ رہتے ہیں۔ اور دوسرے ملحقہ آباد علاقوں کے درختوں سے بھی قدرتی طور پر پھلوں بیجوں کے انتشار کی وجہ سے درخت اُگ آئیں گے۔ تجرباتی طور پر یا نمونہ کے طور پر یہ کام کافی دفعہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے بار بار تجربات کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ بے شک براہ راست کام کا آغاز کر دیا جائے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چند ضروری چیزوں کا خیال رکھ لیا جائے۔

1۔ فوری طور پر درختوں کے پودوں کا نرسریوں میں وسیع پیمانے پر تیاری کا آغاز ہو۔

2۔ ضلعی سطح پر باہمی مشورہ کے بعد پراجیکٹ والے رقبوں کی فہرستوں کی تکمیل ہوجائے۔

3۔ جن محکموں کو شامل کرنا ضروری ہو۔ ان کے نمائندگان اور اہلکاران کے چناؤ کے بعد ان کا مشترکہ اجلاس ہو۔ مثلاً محکمہ جنگلات، محکمہ مال، محکمہ ماحولیات، سپارکو وغیرہ نیز متعلقہ غیرسرکاری تنظیموں کے افراد کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

4۔ فیلڈ میں کام کرنے والے افسران اور اہلکاروں کے چناؤ کے بعد ان کو ہلکی پھلکی تربیت دے دی جائے۔

5۔ اس کام کے پراجیکٹ کے سربراہ اور علاقائی سربراہوں کے انتخاب میں اخلاص، بے لوث خدمت کا جذبہ اور اس مٹی سے محبت ہونا ضروری ہے۔ سابقہ ریکارڈ سے خفیہ طریق پر بھی پتہ کر کے انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ بعض ریٹائرڈ افراد سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

6۔ رہا مسئلہ درختوں اور پودوں کی قسموں کا تو اس بارے میں سادہ سے بات ہے جو قدرتی طور پر درخت اور پودے اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ انہی درختوں اور پودوں کو لگانا ہوگا۔ کسی قسم کا اس بارے تجربہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر علاقہ کہو، اور پھلاہی زون میں ہے۔ تو اس زون کے درخت اور جھاڑیوں کو ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اگر علاقہ چیڑ پائن زون میں ہے تو کوشش کریں کہ چیڑ پائن کے درخت لگائیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو چوڑے پتوں والے (Broad Leaf) درخت قدرتی طور پر پائے جاتے ہیں ان کو ساتھ لگادیں۔ اور اگر آپ دیکھتے ہیں کہ اس علاقہ میں ہر سال برفباری ضرور ہوتی ہے تو دیودار (Deodar) کیل (Kail)، فر (Fir)، اور سپروس (Spruce) یعنی پڑتل کے درختوں کے ساتھ

ساتھ اس علاقہ میں قدرتی طور پر پائے جانے والے چوڑے پتوں والے درختوں اور جھاڑیوں کو بھی لگایا جا سکتا ہے۔ اگر کسی دوسرے زون کا درخت یا جھاڑیاں لگانے کی کوشش کی گئی اور تجربات کرنے کی کوشش کی گئی تو ساری محنت اکارت جائے گی اور پیسہ کا ضیاع ہوگا۔

7۔محکمہ شاہرات (Highway) اور (Motorway) والوں کو بھی اس بات کا پابند بنایا جائے۔ کہ جہاں سڑک بناتے ہیں وہاں کچھ حصہ پہاڑی کا کاٹنا پڑتا ہے اور کچھ حصہ بھرنا پڑتا ہے۔ ان دونوں (Cut and Fill) حصوں میں لینڈ سلائیڈنگ روکنے کے لئے مناسب درخت اور جھاڑیاں فوراً لگادیں۔ ان کی جڑیں مضبوط ہونے تک یعنی دو، تین سال تک ان کی حفاظت اور نگرانی ان کے ذمے ہو۔ اس طرح کسی بھی علاقہ (Habitat) کو تبدیل ہونے سے کافی حد تک بچایا جا سکتا ہے۔ اور لینڈ سلائیڈنگ کے حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔ اگر ان علاقوں میں کوئی خال خال درخت یا جھاڑی موجود ہو تو اسے بالکل نہ کاٹا جائے خواہ وہ فائدہ مند ہو یا نہ ہو، آپ کو پسند ہوں یا ناپسند ہوں۔

ان درجہ بالا اقدامات کی وجہ سے لینڈ سلائیڈنگ میں بہت حد تک کمی آجائے گی۔ کیونکہ برف اور پانی کو سنبھالنے کے لئے اور ڈھلوانوں پر روکنے کے لئے درخت اور جھاڑیاں موجود ہوں گے۔ ڈھلوانوں کے پانی کو روک رکھنے کی صلاحیت (Water Holding Capacity) بڑھ جائے گی مٹی بہنے سے رک جائے گی اور صاف شفاف پانی مہیا ہوگا۔ قدرتی طور پر جنگلی حیات بڑھنا شروع ہو جائے گی۔ ماحول بہتر ہو جائے گا۔ ڈیموں کی زندگی (Dam Life) بڑھ جائے گی۔ زمین کی بردگی (Soil Erosion) کم ہو جائے گی۔ ٹورازم (Tourism) کو فروغ حاصل ہو گا۔ جنگلی حیات اور خورد بینی جانداروں (Micro Organisms) کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس کے بڑھنے کے تناسب کو روکا جا سکے گا۔ اور اس طرح گرین ہاؤس کے اثر (Green House Effect) کو کم کیا جا سکے گا۔ جس کی وجہ سے فضا کا درجہ حرارت زیادہ ہو جاتا ہے۔

سورج کی روشنی زمین سے براہ راست ٹکرانے کی بجائے درختوں، جھاڑیوں اور گھاس وغیرہ پر پڑے گی اور یہی توانائی ضیائی تالیف (Photosynthesis) کے عمل سے کیمیائی توانائی میں بدل جائے گی۔ اور اس طرح نامیاتی مرکبات (Biomass) میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوگا۔ کسی بھی ڈھلوان یا پہاڑی پر درختوں اور پودوں کے اُگ آنے کے بعد قدرتی طور پر ہوا میں نمی کے تناسب میں واقعتاً اضافہ ہوگا اور اس وجہ سے ہوا میں ٹھنڈک لازمی ہوگی۔ موسم کی شدت میں کمی آجائے گی۔ خاص طور پر گرمیوں کے موسم میں دھوپ کی شدت سے بچا جا سکتا ہے۔ کیونکہ درختوں اور پودوں کے پتوں سے ہر وقت آبی بخارات نکل کر ہوا میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ اور جب ہوا میں حرکت ہوتی تو اس ماحول میں ان آبی بخارات کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ اس عمل سے اس وسیع علاقے میں بارشوں اور برفباری میں کسی حد تک ضرور اضافہ ہو جاتا ہے۔ جو انسانی حیوانی اور نباتاتی زندگی کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔ اس طرح کثیر جہاتی (Multidimensional) فوائد حاصل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

حیوانات نباتات اور جمادات میں قدرتی شکست و ریخت کا عمل اپنی رفتار سے جاری رہتا ہے۔ مگر انسانی عمل کی وجہ سے اس شکست و ریخت کے عمل میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی ان اقدامات کی وجہ سے خاطر خواہ کمی آجاتی ہے۔ اس وقت جب صنعت کاری اور مشینی ترقی کی وجہ سے بے پناہ شکست و ریخت کا عمل دنیا کے مختلف حصوں میں ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے (Global Warming) اس زمین کے ماحول کا درجہ حرارت بڑھ گیا ہے۔ اور اس کے اوزون (Ozone) پر بھی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

سیلاب زحمت یا بیش قیمت نعمت

دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر بہت زیادہ بارشیں ہوں اور ہمسایہ ملک میں بھی زیادہ بارشیں ہونے سے پانی کنٹرول میں نہ رہے اور بارشوں کا یہ پانی ہماری طرف چھوڑ دیا جائے جس سے یک دم دریا بپھر پڑیں اور تباہ کن سیلاب کی صورت پیدا ہو جائے جس طرح 2010ء میں دریائے سندھ میں سیلاب نے تباہی مچائی اور حال ہی میں دریائے چناب میں بھارت کی طرف یک دم آٹھ سے نو لاکھ کیوسک پانی چھوڑے جانے سے تباہی اور بربادی کے نظارے ہم نے دیکھے تو ایسی صورت حال سے کیسے نمٹا جائے۔

اگر ہمارے حکام معمولی سی سوچ سے کام لیں اور ارادہ کرلیں کہ کبھی بھی ایسی سیلابی تباہی کی صورت حال پیدا نہ ہو اور اتنا زیادہ پانی ہمارے لئے بیش قیمت نعمت بن جائے۔ جس سے بے پناہ فوائد حاصل ہوں۔ اگر ہم اپنے دریاؤں کے پانی کو بڑی بڑی نہروں کے ذریعے چولستان، اور تھر کے صحراء میں منتقل کر دیں اور وہاں موجود قدرتی خشک جھیلوں میں بھر دیں جن کے اردگرد قدرتی طور پر کم بلند ریتلے ٹیلے ہیں ان پانیوں سے ہم چولستان کے ریگزاروں اور صحرائے تھر کو کسی حد تک ضرور آباد کر سکتے ہیں۔

اور اگر ان پانیوں کو ملک کے شمال مشرقی حصوں میں روکنے کا انتظام ہو جائے تو مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ زیر زمین پانی کی سطح لازمی بلند ہو سکتی ہے کیونکہ ان علاقوں میں خصوصاً لاہور میں زیر زمین پانی بہت گہرائی میں چلا گیا ہے جن کو بھرنے (Recharge) کرنے کے لئے جموں اور ملحقہ علاقوں میں بارشوں کے پانی کو ٹھہرانا لازمی ہے۔

بنی بنائی قدرتی جھیلیں

دریائے راوی اور ستلج کا پانی ہیڈ سلیمانکی اور ہیڈ اسلام سے صحرائے چولستان میں آسانی سے منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اور دریائے چناب اور جہلم کا پانی ہیڈ تریموں اور ہیڈ پنجند سے بڑی بڑی نہروں کے ذریعے با آسانی چولستان منتقل کیا جا سکتا ہے۔ اور ان پانیوں سے چولستان میں اتنی زیادہ رونق ہو جائے گی کہ فصلوں اور باغات کے علاوہ جنگل بھی اگائے جا سکتے ہیں۔ اور ان پانیوں سے بننے والی میل ہا میل لمبی چوڑی جھیلوں میں ہجرت کرکے آنے والے پرندوں اور ہرنوں، نیل گائیوں، کالے ہرنوں تیتروں، بٹیروں، بھٹروں اور تلوروں سے اس قدر رونق بڑھ جائے گی کہ آپ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں یہاں رہنا پسند کریں گے۔

سیلابی پانی منتقل کرنے والی نہروں کے راستوں میں آنے والی زرعی زمینوں کے بدلے چولستان میں ان زمینداروں کو مناسب اور متبادل زمینیں دے دی جائیں تو ان کو چنداں اعتراض نہ ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ سیلاب میں نہریں مٹی سے اٹ جاتی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ پانی کی مناسب تیز رفتار نہروں میں مٹی اٹنے نہیں دیتی ہے۔ اور اگر یہ کام سیلاب سے پہلے کرلیا جائے تو ایسی نوبت اور فکر دامن گیر نہ ہوگی۔ اور اگر ان نہروں کو سال میں وقفہ وقفہ سے چلایا جائے تو چولستان کی آبادی کو قحط کی صورتحال سے لازمی طور پر بچایا جا سکتا ہے۔ اور نہروں میں مٹی کے اٹ جانے کا اندیشہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر محکمہ موسمیات والے بتادیں کہ چند روز بعد بارشوں کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے تو آپ موجود پانی کو فوراً چولستان اور تھر کی طرف موڑ دیں تو سیلاب کی خطرناک صورتحال پیدا نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ بھارت کی طرف سے یک دم آنے والے پانی کو مرالہ اور منگلا کے مقام پر کسی حد تک روک کر ذخیرہ کرنے کے اقدامات کرلئے جائیں تو پانی کو مناسب مقدار میں دریاؤں میں چھوڑ کر مکمل طور پر اضافی پانی کے ریلے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس طرح دوسرے مقامات پر پانی کسی مناسب حد تک ذخیرہ کرنے یا روک رکھنے کے بھی انتظامات کئے جا سکتے ہیں جس سے یہ پانی آسانی سے کنٹرول کیے جاسکتے ہیں۔ دریائے سندھ میں آنے والے پانی کو کالا باغ، جناح بیراج اور چشمہ کے مقام پر کسی حد تک ذخیرہ کرنے یا روک رکھنے کے اقدامات کر کے اس پانی کو بھی صحرائے تھر اور بلوچستان کے وسیع بے آباد علاقوں میں آسانی سے منتقل کرکے ان کو آباد کیا جا سکتا ہے۔

صحرائے تھر کو پانی کی کسی حد تک مستقل فراہمی سے وہاں کی آبادی کو نقل مکانی کی ضرورت کم ہی پیش آئے گی اور کاروبار حکومت کے معمولات بھی آسانی سے رواں دواں رہیں گے۔ ایسا سانحہ پیش آنے کے احکامات کم ہو جائیں گے جن کے باعث تھر (سندھ) میں پانی کی کمی سے سینکڑوں معصوم بچوں کی اموات واقع ہوئی تھیں اضافی پانی کی وقتاً فوقتاً فراہمی سے یہاں زیر زمین پانی کی فراہمی بھی قائم رہے گی اور عارضی اور مستقل کنویں جلد خشک نہیں ہوں گے۔ جس سے انسانوں اور مویشیوں کو کم از کم پانی تو ضرور مہیا ہوگا اور خوراک تو دوسرے علاقوں سے بھی ہنگامی بنیادوں پر بڑی تیزی سے فراہم کی جا سکتی ہے۔ اور تھر میں آنے والی قحط کی صورتحال سے لازمی بچا جا سکتا ہے۔ صحرائے تھر اور چولستان میں زمین میں پیداواری صلاحیت ہونے سے رقبے بڑی تیزی سے آباد ہو سکتے ہیں بڑی بھاری مقدار میں غلہ اور پیداوار حاصل کر کے زرمبادلہ بھی کمایا جا سکتا ہے۔ اس طرح بلوچستان میں چند سالوں کے وقفے سے کسی سال بہت زیادہ بارشیں ہونے کی وجہ سے سیلاب کی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ ان رودکوہیوں کے پانیوں کو بھی بڑے بڑے وسیع بند بنا کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اور پھر ضرورت کے مطابق استعمال میں لا کر بے پناہ زرعی پیداوار اور لائف سٹاک میں بے پناہ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس زرعی پیداوار کے ساتھ مچھلی کی کثیر پیداوار کم لاگت سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ سردیوں میں ان ذخیرہ شدہ پانیوں پر سب سے پہلے ہجرت کرکے آنے والے پرندے آئیں گے اس کے ساتھ ساتھ اس خطے کے پرندے اور جانور بھی ضرور بسیرا کرلیں گے۔ ان ذخیرہ شدہ پانیوں سے آپ مناسب طور پر کم لاگت سے بجلی کی پیداوار بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے نہری نظام میں بعض نہروں کے پانیوں سے خاص مقامات پر بجلی پیدا کرنے کے مواقع موجود ہیں شرط یہ ہے کہ ہماری نیت ٹھیک ہو۔ اس طرح پوٹھوہار کے علاقہ میں پانی ذخیرہ کرنے کے آسان مواقع موجود ہیں۔ پانی کی کسی بھی تنگ گزرگاہ پر اگر بند باندھ دیا جائے تو ہزاروں ایکڑ فٹ پانی جمع ہو جائے گا جس سے آپ بجلی بھی پیدا کر سکتے ہیں اور مناسب وقت کیلئے اس پانی کو آسانی سے روک کر رکھ سکتے ہیں۔ جس وقت دریاؤں میں سیلابی صورتحال ختم ہو جائے تو اس پانی کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ ورنہ بجلی کی پیداوار کے لئے مناسب موسم میں روک کر رکھا جا سکتا ہے۔

ایسی صورت رکھنے والے ممالک کی ضروری راہنمائی کے لئے اگر کوئی عالمی سطح کا پروگرام بن جائے اور ماہرین اور ٹیکنالوجی سے مدد لی جائے تو قدرت کے اس رنگین ماحول میں مددگار پودوں کی افزائش میں خاطر خواہ بہترین نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک میں لازمی قدرتی وسائل کو بہترین طور پر استعمال میں لانے کا سامان پیدا ہو جائے تو پانی اور بجلی کی پیداوار اس قدر زیادہ ہو جائے گی کہ ان ممالک کو کسی کا مرہون منت نہیں ہونا پڑے گا۔ جنگلی حیات کے بڑھ جانے سے سیاحت میں چہل پہل ہو جائے گی۔ صاف تازہ ہوا ماحول کو خوشگوار بنا دے گی اور زرعی اور حیاتاتی پیداوار بڑھ جائے گی اور صنعتی ترقی میں انقلابی اضافہ ہو جائے گا۔ اور ہر شخص کو آسانی سے روزگار مہیا ہو گا۔

☆......☆......☆

بقیہ از صفحہ 2 خطبات امام۔ سوال و جواب

حوالہ سے کیا بیان ہوا ہے؟

ج: فرمایا! قادیان میں حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی نہ ڈاکخانہ تھا نہ کوئی دینی یا دنیوی علوم کا مدرسہ تھا حضرت مسیح موعود بھی کوئی دنیاوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی اس لئے جب آپ نے مسیحیت اور مہدویت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہوسکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آ سکتا ہے۔ اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور امرتسر یا اس طرح کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہئے تھے۔ غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپ کے دعویٰ کو سن کر آپ کی زیارت کے لئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے ان کو بھی روکا جاتا تھا۔ اگر وہ نہ رکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں۔ ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا۔ مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ ”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا“۔ یہ الہام آپ کو اس وقت ہوا جب آپ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا۔ پھر یہ الہام ہوا کہ ”میں تیری (دعوت) کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“

س: تلاش حق کی خاطر قادیان آنے والوں کے راستہ میں کس طرح رکاوٹیں ڈالی جاتی رہیں؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کا ایک نوکر پیرا نامی تھا حضرت مسیح موعود کبھی کبھی کسی کام کے لئے اسے بٹالہ بھیج دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو لوگوں کو قادیان جانے سے روکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا۔ پیرا ہی مل گیا۔ اس کے پاس جا کر کہنے لگے کہ پیرے! تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہئے کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو بالکل جاہل ہوں اور اس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب برے ہیں مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالے میں چکر لگا لگا کر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔

س: جماعتی ترقی کے حوالہ سے خطبہ جمعہ میں کیا بیان ہوا؟

ج: فرمایا! حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ہندوستان کی ساری قوموں نے آپ کے خلاف شور مچایا اور شدید مخالفت کی مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہندوستان میں بھی ہمارے سلسلے نے ترقی کی اور بیرونی ممالک میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں۔ چنانچہ آج ہمارے مشن دنیا کے تمام ممالک میں اپنا کام کر رہے ہیں۔ انگلینڈ امریکہ افریقہ چین جاپان جاوا سماٹرا یورپ کے تمام ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں (دعوت الی اللہ) کا کام جاری ہے۔ افریقہ کے حبشی تعلیم پا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے شرک کرنے والے لوگ جوق در جوق دین حق میں داخل ہو رہے ہیں۔

س: حضرت صاحبزادہ عبداللطیف کا ذکر خیر کن الفاظ میں ہوا؟

ج: فرمایا! حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب حضرت مسیح موعود کا دعویٰ سن کر قادیان پہنچے اور بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے ان کو سنگساری کی سزا دی۔ صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی بیعت کر چکے تھے۔ لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدے کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی۔ آخر بادشاہ نے ان کو زمین میں گاڑ کر نہایت بے رحمی سے سنگسار کرا دیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی۔ سنگساری سے پہلے ایک وزیر ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بیشک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔

س: حضور انور نے خطبہ کا اختتام کن الفاظ میں کیا؟

ج: فرمایا! اللہ تعالیٰ ہر احمدی میں دینی غیرت بھی پیدا کرے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھائے صبر اور حوصلہ بھی پیدا فرمائے اور انسانیت کے بچانے کے لئے دعاؤں کی توفیق بھی ہمیں عطا فرمائے۔ اپنی اَناؤں پر اپنی عاجزی کو غالب کرنے والے ہوں اس کی توفیق عطا فرمائے اور مکمل طور پر اپنی رضا پر ہمیں چلائے۔ حضرت مسیح موعود کے مشن کی تکمیل کیلئے ہم اپنا کردار ادا کرنے والے ہوں اور ہر وہ بات کرنے والے ہوں جس کی حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کے ماننے والوں خواہش کی ہے یا امید رکھی ہے۔

☆☆☆☆☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ایک روزہ سالانہ اجتماع

(واقفین نو ربوہ کلاس پنجم تا ہفتم)

۞ مکرم محمد ماجد اقبال صاحب سیکرٹری وقف نو لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

شعبہ وقف نو ربوہ کو تیسرا ایک روزہ سالانہ اجتماع واقفین نو ربوہ کلاس پنجم تا ہفتم مورخہ 25/اکتوبر 2014ء دفتر صدر عمومی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں ربوہ کے 40 محلّہ جات کے 225 واقفین نو شامل ہوئے۔ اجتماع کی افتتاحی تقریب 9 بجے شروع ہوئی تلاوت اور نظم کے بعد مہمان خصوصی مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نائب ناظر تعلیم نے نماز کی اہمیت و برکات اور واقفین نو کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بچوں کو نصائح فرمائیں اس کے بعد مکرم اخلاق احمد صاحب مربی سلسلہ نے خلافت کی اہمیت و برکات کے موضوع پر تقریر کی۔ 11 بجے تا 12:30 بجے علمی (تلاوت، نظم، تقریر) و ورزشی (پنجہ آزمائی، تین ٹانگ دوڑ اور ثابت قدمی کے) مقابلے کروائے گئے۔ 12:30 بجے مکرم مبشر محمود صاحب مربی سلسلہ نے سلائیڈز کے ذریعہ نماز کی ادائیگی کا طریق اور حج بیت اللہ کی ادائیگی اور اس کے مناسک سکھائے۔ 2 بجے نماز ظہر عصر جمع کر کے ادا کی گئی اور بعد ازاں واقفین نو کو کھانا پیش کیا گیا۔ اجتماع کے اختتامی اجلاس کے مہمان خصوصی محترم آصف جاوید چیمہ صاحب صدر عمومی تھے تلاوت و نظم اور تقریر واقف نو کے بعد مہمان خصوصی نے مقابلہ جات میں اعزاز پانے والے واقفین نو میں انعامات تقسیم کئے اور اختتامی تقریر میں واقفین نو کو عبادات میں شغف اور خلافت کے ساتھ کامل وابستگی اختیار کرنے کے بارہ میں نصائح فرمائیں۔ آخر پر خاکسار سیکرٹری وقف نو ربوہ نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ اجلاس کا اختتام ہوا اجتماع میں کل حاضری 268 رہی۔

درخواست دعا

۞ مکرم شوکت شاہ صاحب چواسیدن شاہ ضلع چکوال تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ گردوں، شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے سخت علیل ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم ڈاکٹر رشید محمد راشد صاحب آئی سپیشلسٹ فضل عمر ہسپتال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے مکرم بدر احمد عرفان صاحب سافٹ ویئر انجینئر جو ان دنوں ایم ٹی اے انٹرنیشنل لندن میں خدمات سلسلہ بجا لا رہے ہیں اور بہو مکرمہ سلمانہ اسلم صاحبہ کو مورخہ 2 نومبر 2014ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مامون احمد عطا فرمایا ہے نیز اسے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل کرنے کی منظوری بھی عطا فرمائی ہے۔ نومولود کے والدین بھی واقفین نو ہیں۔ نومولود محترم محمد اسلم بھروانہ صاحب شہید سانحہ لاہور کا نواسہ اور محترم ہومیو ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد صاحب مرحوم، محترم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم سابق وکیل المال اول تحریک جدید نیز والدہ کی طرف سے محترم احمد خان نسیم صاحب سابق ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد کی نسل سے ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس بچے کو خلیفہ وقت اور نظام جماعت کی توقعات پر پورا اترنے والا، نیک، صالح، باعمر، نافع الناس اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم سعید احمد بٹ صاحب صدر جماعت چک نمبر 203 ر۔ب مانانوالہ ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

چک نمبر 203 ر۔ب مانانوالہ کے خادم مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب مرحوم ماہ جنوری 2014ء میں ایک حادثہ میں شدید زخمی ہوئے تھے۔ جسم کا نچلا حصہ کام نہیں کر رہا چندہ ماہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ سے علاج جاری ہے۔ معمولی افاقہ ہو رہا ہے۔ احباب سے کامل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

اسی طرح خاکسار کا نواسہ مکرم عدیل احمد بٹ صاحب ابن مکرم محمد صدیق بٹ صاحب چک نمبر 203 ر۔ب مانانوالہ ضلع فیصل آباد مورخہ 9 نومبر 2014ء کو ربوہ ساہیوال روڈ پر موٹر سائیکل اور ویگن کے حادثے میں شدید زخمی ہو گئے۔ بائیں ٹانگ گھٹنے سے نیچے گہرا زخم ہوا اور ہڈی میں فریکچر ہو گیا۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

۞ مکرم نعیم احمد صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے ارسلان احمد کلاس اول کی ٹانگ کی ہڈی سائیکل اور کار کی ٹکر کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اجملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔ آمین

عطیہ خون خدمت خلق ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 15،20 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

9 دسمبر 2014ء

12:30 am	صومالیہ سروس
1:10 am	سیرت حضرت مسیح موعود
1:30 am	راہ ہدیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء
4:15 am	ملیالم سروس
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم درس ملفوظات
5:50 am	الترتیل
6:15 am	برسبین میں استقبالیہ تقریب
7:30 am	کڈز ٹائم
8:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء
9:20 am	علم الابدان
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	گلشن وقف نو
1:05 pm	الف۔اردو
1:30 pm	آسٹریلین سروس
2:05 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء (سندھی سروس)
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	ایم ٹی اے ورائٹی
6:35 pm	نور مصطفویؐ
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:00 pm	سپینش سروس
8:30 pm	عصر حاضر
9:30 pm	پریس پوائنٹ
10:35 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	گلشن وقف نو

10 دسمبر 2014ء

12:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء (عربی ترجمہ)
1:30 am	الف اردو
2:00 am	پریس پوائنٹ
3:00 am	عصر حاضر
4:00 am	سوال و جواب
5:00 am	عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:50 am	یسرنا القرآن
6:20 am	بستان وقف نو
7:30 am	الف اردو
8:00 am	پریس پوائنٹ
9:00 am	نور مصطفویؐ
9:15 am	آداب زندگی
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم درس ملفوظات
11:35 am	الترتیل
12:00 pm	جلسہ سالانہ قادیان 28 دسمبر 2009ء
1:05 pm	ایم ٹی اے ورائٹی
2:05 pm	سوال و جواب
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2014ء (سواحیلی ترجمہ)
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم
5:25 pm	الترتیل
5:50 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:05 pm	دینی و فقہی مسائل
8:40 pm	کڈز ٹائم
9:15 pm	فیتھ میٹرز
10:25 pm	الترتیل
11:00 pm	عالمی خبریں
11:20 pm	حضور انور کا جلسہ سالانہ قادیان سے اختتامی خطاب

11 دسمبر 2014ء

12:30 am	فرنچ سروس
1:30 am	دینی و فقہی مسائل
2:05 am	کڈز ٹائم
2:50 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء
4:05 am	انتخاب سخن
5:10 am	عالمی خبریں
5:30 am	تلاوت قرآن کریم
5:50 am	الترتیل
6:15 am	حضور انور کا جلسہ سالانہ قادیان سے اختتامی خطاب
7:20 am	دینی و فقہی مسائل
7:55 am	ایم ٹی اے ورائٹی
8:55 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	بیت المقیت کا افتتاح 2 نومبر 2013ء
1:15 pm	آداب زندگی
1:50 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
2:55 pm	انڈونیشین سروس
4:00 pm	جاپانی سروس
5:05 pm	تلاوت قرآن کریم درس حدیث
5:35 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	کسر صلیب
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء
8:10 pm	الف اردو
8:30 pm	آداب زندگی
9:05 pm	Persian Service
9:35 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
10:40 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	عالمی خبریں
11:15 pm	بیت المقیت کا افتتاح

ربوہ میں طلوع وغروب 29۔نومبر

طلوع فجر	5:22
طلوع آفتاب	6:46
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:07

ایم ٹی اے کے آج کے اہم پروگرام

29 نومبر 2014ء

7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2014ء
8:25 am	راہ ہدیٰ
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے
1:55 pm	سوال و جواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:00 pm	راہ ہدیٰ Live

ملٹی لنکس انٹرنیشنل کارگو کوریئر
یادگار روڈ۔ربوہ
دنیا کے تمام ممالک میں پارسل اور قیمتی دستاویزات بذریعہ DHL اور Fedax مناسب ریٹس
نعیم احمد شاہد: 0321-7918563,0333-2163419
قمر احمد محمود: 047-6213567,6213767

زیبائش کولیکشن
2014ء کی شاندار ملبوسات کی نمائش 13 دسمبر کو پھگلہ ہاؤس دارالصدر غربی حلقہ قمر میں منعقد ہوگی۔
برائے رابطہ: 6212510
facebook: zebaishcollection

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

فیصل آباد میں آپ کی اپنی دکان
عزیز کلاتھ و شال ہاؤس
لیڈیز و جینٹس سوٹنگ، شادی بیاہ کی فینسی و کامدار ورائٹی
پاکستانی و امپورٹڈ شالیں، سکارف جرسی سویٹر، تولیہ
بنیان و جراب کی مکمل ورائٹی کا مرکز
کارنر جھوانہ بازار۔چوک گھنٹہ گھر۔فیصل آباد
041-2604424,0333-6593422
0300-9651583

FR-10

گاڑی برائے فروخت
ایک عدد کار میٹسوبیشی لانسر ماڈل 1993۔اچھی حالت
انتہائی مناسب قیمت۔برائے فروخت ہے
0346-7765800

وردہ فیبرکس
سیل۔سیل۔سیل آئیں اور فائدہ اٹھائیں۔
کاٹن 3P,4P لیلن، کھدر نیز سردیوں کی ورائٹی پر سیل جاری ہے
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
انٹرنیشنل موٹرز لاہور
تمام جاپانی گاڑیوں کے پرزہ جات دستیاب ہیں